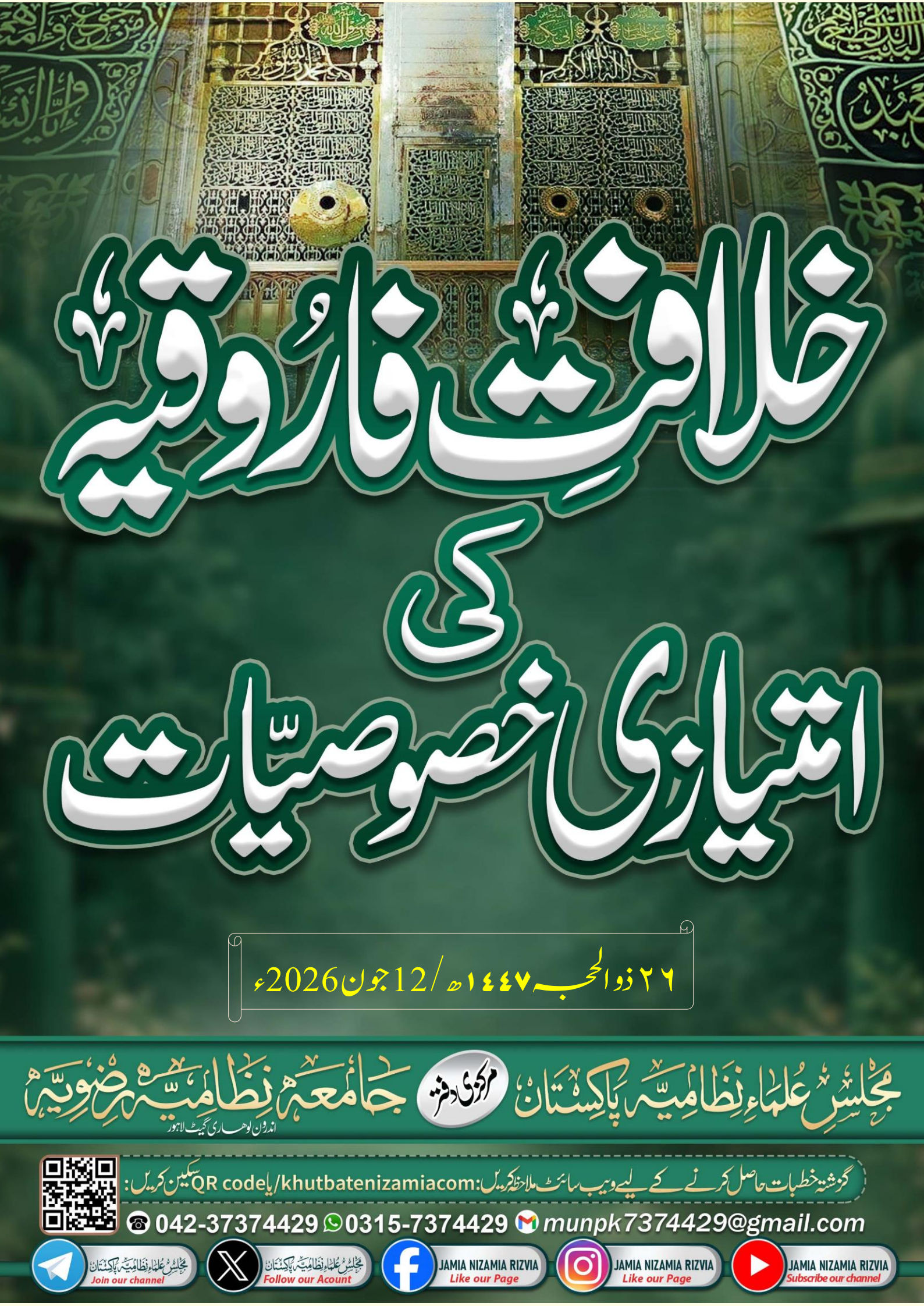
خلافتِ فاروقیہ
کی
امتیازی خصوصیات
۲۶ ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ / 12 جون 2026ء
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور
گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:
042-37374429
0315-7374429
munpk7374429@gmail.com
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA
Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA
Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA
Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ وَاَعَدَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۔ [التوبۃ9:100]

کسی شخص کا دامن خالی ہو اور وہ دوسروں کی طرف للچائی نظروں سے دیکھے تو کسی حد تک اُس کے طرزِ عمل کا جواز پیش کیا جا سکتا ہے، لیکن جس کی اپنی تجوریاں سونے سے بھری ہوں، پھر بھی اُس کی نگاہ دوسروں کی جیبوں پر ہی رہے تو اِس بات کو حماقت و نادانی کے علاوہ کیا کہا جائے گا!

اِسی طرح جس قوم کا ماضی تاریک ہو اور اُس کے بڑوں کا کوئی قابلِ ذکر کارنامہ نہ ہو، اگر وہ مرعوب ہو کر دوسروں کی مثالیں پیش کرے تو بات سمجھ میں آتی ہے، لیکن جس قوم کی تاریخ فقط شان دار ہی نہیں، بلکہ قابلِ رشک ہو اور اُس کے اکابر کے کارنامے رہتی دُنیا تک فخر کے ساتھ بیان کرنے کے لائق ہوں، اگر وہ اپنے بزرگوں کو فراموش کر کے اَغیار کے حوالے دینے لگے تو اِسے حماقت کی انتہا ہی قرار دیا جائے گا۔

بلا مبالغہ مسلمانوں کا ماضی نہایت شان دار ہے۔ ہماری تاریخ ایسی تاب ناک مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ ہم اپنے اکابر کا تذکرہ پورے اعتماد، سربلندی اور فخر کے ساتھ دُنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں، لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری نئی نسل اپنے اکابر کی سیرتوں اور اُن کے کارناموں سے بڑی حد تک ناواقف ہے؛ اِسی لیے دوسروں کی طرف دیکھتی ہے اور اُن کی مثالیں پیش کرتی ہے۔

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبُّر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردُوں تھا، تُو جس کا ہے اِک ٹوٹا ہوا تارا[1]

ہمارے لائقِ صد افتخار اکابر میں ایک نمایاں نام امیر المؤمنین، خلیفۂ ثانی، سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ آپ کی حیاتِ طیّبہ کا ہر گوشہ رُشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے، تاہم آپ نے جس انداز سے منصبِ خلافت کے تقاضے پورے کیے اور ریاستِ مدینہ کو عُروج بخشا اُس کا اعتراف فقط مسلمان مُؤرِّخین ہی نہیں کرتے، بلکہ غیر مسلم تاریخ دان بھی اُسے ماننے پر مجبور ہیں۔

خلافتِ فاروقیہ کا نظام آج بھی مسلم حکمرانوں کے لیے مَشْعَلِ راہ ہے اور اِس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اِس وقت اُمّت کو اپنا کھویا ہوا عُروج دوبارہ حاصل کرنے کے لیے آپ کا نظامِ خلافت اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔

چنانچہ آج کے خطبہ کا عنوان ”خلافتِ فاروقیہ کی امتیازی خُصوصیّات“ ہو گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] گردُوں: آسمان۔ یعنی اے مسلم نوجوان! کبھی تُو نے غور و فکر کیا ہے کہ تُو کس عظیم الشان آسمان کا ٹوٹا ہوا ایک ستارا ہے!

عاجزیِ خُسرَوانہ

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نظامِ خلافت کی ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ آپ نے پِندارِ اَشرافیہ کے بجائے عاجزیِ خُسرَوانہ کو فَروغ دیا۔ فاروقی دَور میں کسی اَشرافیہ (Elite Class) کا وُجود نہیں تھا۔ یعنی آپ نے کسی ایسے طبقے کو اُبھرنے ہی نہیں دیا جو ملکی وَسائل پر قابض ہو جائے، خود کو قانون سے بالاتر سمجھے یا خاندانی پس منظر، دولت اور منصب کی بنا پر خود کو عوام سے برتر تصوُّر کرے۔

آپ نے خود بھی شاہی میں عاجزی کو اختیار فرمایا اور وقت کی عظیم ترین سلطنت کا فرماں روا ہونے کے باوجود عام مسلمانوں سے بھی زیادہ سادہ زندگی گزاری، بلکہ اعلیٰ مذہبی حیثیت کے باوجود عملی طور پر مسلمانوں کا خادم بن کر دکھایا۔ اِسی طرح آپ نے رِیاست کے دیگر عہدے داروں اور گورنروں کو بھی اقتدار کے گھمنڈ میں مبتلا ہونے اور حاکمانہ مِزاج اپنانے کی ہرگز اجازت نہ دی، بلکہ انہیں عوام کی خدمت، جواب دَہی اور عدل و انصاف کا پابند بنایا۔ آپ کی یہ عاجزیِ خسروانہ ہمیشہ مسلم حکمرانوں کے لیے مَشْعَلِ راہ رہے گی۔

سفرِ حج: حضرت عبد اللہ بن عامر علیہ الرحمہ کو پورے سفرِ حج میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی ہمراہی کا شرف حاصل رہا، وہ کہتے ہیں:

- فَمَا ضَرَبَ فِيهِ فُسْطَاطًا وَلَا خِبَاءً۔ پورے سفر میں آپ نے نہ تو خیمہ نصب فرمایا اور نہ ہی کوئی سائبان لگوایا۔
- كَانَ يُلْقِي الْكِسَاءَ وَالنِّطَعَ عَلَى الشَّجَرَةِ وَيَسْتَظِلُّ تَحْتَهُ۔ یعنی بس آپ کسی درخت کی شاخ پر چادر یا چمڑے کا بڑا ٹکڑا ڈال کر اُس کے سائے میں آرام فرما لیتے تھے۔

(تاریخِ دمشق، ج:44، ص:305، دار الفکر۔ سیر اعلام النبلاء، ج:2، ص:409، دار الحدیث۔ تاریخ الاسلام للذہبی، ج:3، ص:269، دار الکتاب العربی)

خادمِ اعلیٰ: خود کو "خادمِ اعلیٰ" کہنا آسان ہے، مگر عملی طور پر خادمِ اعلیٰ بن کر دکھانا مشکل ہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو خادمِ اعلیٰ کہا تو نہیں، مگر بن کر دکھایا ہے اور آپ کے شِعارِ خدمت کی تاریخ میں مثال ڈھونڈنا مشکل ہے۔

ایک مرتبہ سخت گرمی کے موسم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق کے عہدے دار حضرت اَحنَف بن قَیس علیہ الرحمہ کے ہمراہ بیت المال کے ایک اُونٹ کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ کسی شخص نے یہ منظر دیکھ کر کہا: امیر المؤمنین! آپ کسی خادم کو حکم فرما دیجیے! وہ یہ کام کر دے گا، آپ خود کیوں مشقت اُٹھاتے ہیں! آپ نے فرمایا: وَأَيُّ عَبْدٍ هُوَ أَعْبَدُ مِنِّي وَمِنَ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ هٰذَا؟ یعنی اگر یہ "خادم" کا کام ہے تو مجھ سے اور اِس اَحنَف سے بڑھ کر مسلمانوں کا خادم کون ہو سکتا ہے؟

پھر آپ نے حکمرانی کا وہ سنہری اُصول ارشاد فرمایا جو ہر دَور کے حکمرانوں کی راہ نمائی کرتا ہے: إِنَّهُ مَنْ وَلِيَ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ عَبْدٌ لِلْمُسْلِمِينَ، يَجِبُ عَلَيْهِ لَهُمْ مَا يَجِبُ عَلَى الْعَبْدِ لِسَيِّدِهِ مِنَ النَّصِيحَةِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ۔ یعنی جسے مسلمانوں کے معاملات کی ذمہ داری سونپی گئی وہ مسلمانوں کا خادم ہے، اُس پر مسلمانوں کی خیر خواہی و دیانت داری اُسی طرح لازم ہے جس طرح غلام

(اور خادم) پر اپنے مالک کی خیر خواہی و دیانت داری لازم ہے۔

(جمع الجوامع، ج:16،ص:618، الأزهر الشريف۔ کنز العمّال، رقم: 14307۔ مسند الفاروق لابن کثیر، رقم:230، دار الفلاح)

بہم مِزاجِ عوام: دورِ فاروقی میں 18 ہجری کو مدینہ منوّرہ اور اُس کے گِرد و نَواح شدید خشک سالی کا شکار ہوئے، غذائی اجناس کی کمی ہو گئی اور لوگ انتہائی پریشان تھے۔ اِس سال کو عَامُ الرَّمَادہ کہا جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا طریقہ ہوتا تھا کہ آپ عمِّ رسول سیدنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے وسیلے سے دُعا کرتے تو بارش ہو جاتی تھی، مگر کبھی قدرت کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے اور پیاروں کو دُعا کرنے سے روک دیا جاتا ہے، شاید اِس وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ بہر حال سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو مسلمانوں کی تکلیف کا اِتنا احساس تھا کہ آپ نے خود بھی گھی اور گوشت کا استعمال چھوڑ دیا اور زیتون کے تیل پر گزارا فرمانے لگے؛ تاکہ آپ کی زندگی رَعایا کے حالات سے ہم آہنگ رہے۔

سیدنا انَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ گھی کا استعمال ترک کرنے کے باعث آپ کے پیٹ میں خشکی بڑھ گئی اور اُس سے آوازیں آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: تَقَرْقَرْ؛ إِنَّهٗ لَيْسَ لَكَ عِنْدَنَا غَيْرُهٗ حَتّٰى يَحْيَى النَّاسُ! یعنی اے پیٹ! تُو جتنی چاہے آوازیں نکال! مجھے کوئی پرواہ نہیں، جب تک مسلمانوں کے حالات بہتر نہیں ہوتے میرے پاس تیرے لیے مُرغَّن غذائیں نہیں ہیں، تجھے اِسی تیل پر گزارا کرنا ہو گا۔ (الزہد للإمام أحمد، ص:96، رقم:608۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج:3، ص:238، دار الکتب العلمیۃ)

بُڑھیا کی خدمت: سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات کو گھر سے نکلے تو سیدنا طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بھی چپکے چپکے اُن کے پیچھے چلنے لگے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ آپ ایک گھر میں تشریف لے گئے، کچھ دیر بعد وہاں سے نکلے اور دوسرے گھر میں داخل ہوئے۔ اگلی صبح سیدنا طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اُس گھر میں گئے؛ تاکہ رات کے معاملے کا کھوج لگائیں! اُنھوں نے دیکھا کہ گھر میں ایک بوڑھی، معذور خاتون رہتی ہے۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پوچھا: مَا بَالُ هٰذَا الرَّجُلِ يَأْتِيكِ؟ یعنی یہ بزرگ تمہارے گھر میں کس لیے آتے ہیں؟ اُس نے کہا: إِنَّهٗ يَتَعَاهَدُنِي مُنْذُ كَذَا وَ كَذَا، يَأْتِينِي بِمَا يُصْلِحُنِي وَيُخْرِجُ عَنِّي الْأَذٰى۔ یہ صاحب کافی عرصے سے میری خبر گیری کر رہے ہیں (مَیں معذور ہوں؛ لہٰذا) یہ میری ضرورت کی چیزیں لا دیتے ہیں، نیز گھر کا کام کاج اور صفائی کر دیتے ہیں۔

یہ سُن کر سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود سے کہنے لگے: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا طَلْحَةُ! أَعَثَرَاتِ عُمَرَ تَتَّبِعُ! "طلحہ! بڑے افسوس کی بات ہے، تُو امیر المؤمنین فاروقِ اعظم کی خامیاں تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے!"

(حلیۃ الاولیاء، ج:1، ص:48، مطبعۃ السعادۃ۔ البدایہ والنہایہ، ج:7، ص:152، 153، دار إحیاء التراث العربی)

ہمارے دَور میں رائج اشرافیہ کا کلچر اسلامی نظامِ حکومت سے مطابقت نہیں رکھتا، اِس کلچر میں اگرچہ مخصوص طبقات مُراعات تو حاصل کر لیتے ہیں، مگر عزّت و وقار اور قلبی سُکون اُن کے حصّے میں کبھی نہیں آتا۔ اگر اَربابِ اختیار سیرتِ فاروقیہ پر عمل کرتے ہوئے خدمت کو شِعار بنائیں اور اقتِدار میں اِنکسار اپنائیں تو اُنھیں دُنیا و آخرت میں ایسی عزّت نصیب ہو جو اُن کے تصوُّر سے بھی بالاتر ہے۔

حُسنِ انتظام

کسی بھی ریاست کی ترقّی اور کامیابی میں حُسنِ انتِظام (Good Governance) کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ دُنیا بھر میں گڈ گورننس کے اشاریے اور رپورٹس تیار کی جاتیں ہیں اور اِسی چیز کو ترقّی یافتہ ممالک بطورِ فخر پیش کرتے ہیں۔

مُلہِم ربّانی سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت میں ایک طرف عظیم تر فتوحات ہوئیں اور لاکھوں مُربّع میل کا وسیع علاقہ ریاستِ مدینہ میں شامل ہوا تو دوسری طرف بہتر طرزِ حکومت / گڈ گورننس کا معیار اتنا بلند تھا کہ آج بھی دنیا کے سامنے اُس کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں اور قیامت تک پیش کی جاتی رہیں گی۔

آپ وصالِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد 22 جمادی الاُخریٰ 13ھ سے یکم محرّم الحرام 24ھ تک منصبِ خلافت کی زینت رہے۔ یہ عرصہ دس سال، چھ ماہ اور آٹھ دن بنتا ہے۔ مجموعی طور پر مدّتِ خلافت تقریباً 3,750 دن ہے۔ اِس دوران ریاستِ مدینہ کی حُدود میں تیرہ لاکھ مربّع میل سے زیادہ اضافہ ہوا، ایک ہزار چھتیس کے قریب بڑے شہر فتح ہوئے اور اسلامی سلطنت کا رقبہ بائیس لاکھ مُربّع میل سے تجاوز کر گیا۔[1]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فِراست، حکمتِ عملی، نظام پر مضبوط گرفت، ریاست کے معاملات میں گہری ذاتی دل چسپی اور رُوحانی قوّت.... یہ ایسے اُمور تھے جن کے سبب رحمتِ الٰہی سے اتنی وسیع سلطنت کا انتظامی نظم و نسق اپنی مثال آپ تھا۔

خلافتِ فاروقیہ میں بہترین طرزِ حکومت / گڈ گورننس کے نکات کی تفصیل تو بہت طویل ہے۔ چند اہم نکات پر غور کیجیے!

1) باصلاحیت عہدے داروں کا تقرُّر (Merit-based appointments): رِیاستی اُمور کو بہتر انداز میں چلانے کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ایسے عہدے داروں کا انتخاب کیا جائے جو اُس منصب کو نبھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ چنانچہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ذمّہ داروں کے انتخاب میں اَقربا پروری یا سفارشی کلچر کا دُور دُور تک نام و نشان نہیں تھا، بلکہ آپ نے اپنی خداداد فِراست کے ذریعے میرٹ کی بنیاد پر ایسے عہدے داروں کا تقرُّر فرمایا جو قرآن و سنّت کے عالم اور متّقی و پرہیز گار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے عہدے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بہترین صلاحیت رکھتے تھے۔

2) اِحتساب (Accountability): دَورِ فاروقی میں کوئی بھی عہدے دار اپنے اختیارات سے تجاوُز، اُن کے ناجائز استعمال یا اُصول و ضوابط کی خلاف ورزی کا تصوُّر بھی نہیں کرتا تھا؛ کیونکہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے احتساب کا ایسا مضبوط اور مؤثر نظام قائم فرمایا تھا کہ شہریوں کی طرح حکومتی عہدے دار بھی جواب دہ تھے۔ سیدنا محمد بن مَسْلَمَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مقرّر کردہ تحقیقاتی افسر

---

[1] دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج:5، ص:560، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ۔ فیضانِ فاروقِ اعظم، ج:2، ص:686، 687، مکتبۃ المدینہ

(Investigating Officer) تھے۔ کسی گورنر کے خلاف شکایت موصول ہوتے ہی فوری طور پر تحقیقات کا آغاز کر دیا جاتا تھا اور شکایت درست ثابت ہونے پر بلا تاخیر مناسب کارروائی کی جاتی تھی۔

3) شَفّاف عدالتی نظام (Transparent Judicial System): خلافتِ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ میں نظامِ عدل اتنا شفّاف اور معیارِ انصاف اتنا بلند تھا کہ جدید دَور میں بھی اُس کی مثال نہیں ملتی۔ اُس نظام کی چند نمایاں خوبیاں یہ تھیں:

- تاریخ میں پہلی مرتبہ عدلیہ کو انتظامیہ (Executive) سے الگ کر کے باضابطہ طور پر قاضی مقرر کیے گئے۔
- منصبِ قضا کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کیا گیا جو قرآن و سنت کے ماہر عالم، متّقی، صاحبِ بصیرت اور دُور اندیش تھے۔
- نظامِ مصطفیٰ ﷺ کو عملی طور پر نافذ کرتے ہوئے قاضیوں کو سختی سے پابند کیا گیا کہ ہر فیصلے میں سب سے پہلے قرآنِ مجید، پھر حدیثِ نبوی اور پھر اجماعِ اُمّت کو پیشِ نظر رکھیں، اِس کے بعد شرعی اُصولوں کے مطابق اپنی رائے کو اختیار کریں۔
- عوام کو فوری اور آسان انصاف کی فراہمی کے لیے ہر ضلع میں قاضی مقرّر کیے گئے۔
- حجر تک عوام کی رسائی اتنی آسان بنائی کہ ہر شہری اپنا حق حاصل کرنے کے لیے بلا تکلف عدالت سے رُجوع کر سکتا تھا۔
- عدالت میں دونوں فریقوں کے ساتھ یکساں سلوک کو یقینی بنایا گیا، اِس حوالے سے قاضیوں کو سختی سے ہدایات بھی جاری کی گئیں اور امیر المؤمنین نے عام شہری کی طرح قاضی کے سامنے پیش ہو کر خود اپنے عمل سے بھی اِس کی تربیت فرمائی۔
- عوام کی طرح قاضیوں کی بھی مذہبی تربیت کی جاتی تھی۔ زبانی، تحریری اور عملی طور پر خوفِ خدا اختیار کرنے، شریعت پر عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دِہ ہونے کا اِحساس بیدار رکھا جاتا۔

4) فَلاحی ریاست (Welfare State): امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ریاستِ مدینہ کو عملی طور پر ایک عظیم فلاحی ورِفاہی ریاست بنایا، اِس کے لیے بیت المال قائم فرمایا... مسافر خانے، غلّے کے گودام اور فوجی چھاؤنیاں تعمیر کروائیں.. دریاؤں پر بند بنوائے اور اپنے دَور میں دُنیا کا بہترین نہری نظام وضع فرمایا۔ نیز مختلف شخصیات کے لیے اُن کی دینی و سماجی خدمات کے مطابق معقول وظائف مقرر فرمائے۔

5) شوریٰ کا قیام (Establishment of a Consultative Council): دورِ فاروقی میں اہم اُمور سے متعلق فیصلوں کے لیے ایک مجلسِ شوریٰ قائم کی گئی جس میں جلیل القدر صحابۂ کرام علیہم الرضوان شامل تھے۔ جب بھی کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو شوریٰ کے ارکان، یعنی اکابر مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجلاس طلب کیا جاتا اور باہمی مشاورت سے فیصلہ ہوتا تھا۔

لمحۂ فکریہ: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ گڈ گورننس کے لیے نظامِ مصطفیٰ مؤثّر نہیں، بلکہ موجودہ عالمی چارٹر اور جدید سیاسی وانتظامی نظام کا نفاذ ضروری ہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیع ترین سلطنت کو انتہائی کامیابی سے چلانا اور گڈ گورننس کی اعلیٰ مثال قائم فرمانا اِس بات کا روشن ثبوت ہے کہ اگر دیانت داری کے ساتھ اسلامی نظام کو نافذ کیا جائے تو یہ دُنیا کا بہترین نظام ہے، آخر ایسا کیوں نہ ہو جب کہ یہ نظام خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ نے عطا فرمایا ہے اور رسولِ کائنات ﷺ نے انسانوں تک پہنچایا ہے۔

عالَمی طاقت ہونے کے باوجود مفتوحین کے ساتھ مُنصِفانہ سُلوک

امیر المؤمنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دَورِ خلافت میں کمزور قبائل کے علاوہ اُس وقت کی دو عالَمی طاقتوں / سپر پاورز کو بھی شکست دی۔ یعنی آپ اپنے عہد میں دُنیا کے سب سے طاقت وَر حکمران تھے اور رِیاستِ مدینہ کا پوری دُنیا پر راج تھا، تاہم قوّت واقتدار کے باوُجود آپ کے عدل وانصاف اور اُصول پرستی کو غیر مسلم مؤرخین بھی داد دینے پر مجبور ہیں۔ دَورِ فاروقی کا ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ اسلامی افواج کے کسی سپاہی نے مفتوحہ علاقے میں کسی باشندے پر ظُلم کیا ہو۔ یعنی دُنیا پر راج کے باوجود اسلامی افواج طاقت کے نشے میں مبتلا نہیں ہوئیں، بلکہ اپنے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ عالی شان تربیت اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسین ہدایات پر اِس شان دار طریقے سے عمل کیا کہ موجودہ ترقّی یافتہ دَور میں انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اُس کا تصوُّر بھی نہیں کر سکتے۔

غیر مسلم رَعایا کے جذبات: دورِ فاروقی میں شاہِ روم ہِرَقْل نے مسلمانوں کے خلاف یرموک کے مقام پر فیصلہ کُن جنگ کا اِعلان کیا تو مختلف علاقوں سے مسلمان فوجیں بھی اِس معرکے میں شرکت کے لیے جمع ہونے لگیں۔ سپہ سالار، امینِ اُمّت سیدنا ابوعُبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ نے بعض بلادِ مفتوحہ میں موجود کمانڈرز کو حکم دیا کہ وہ اپنے علاقے چھوڑ کر رُومی افواج کے مقابلے میں اکٹھے ہوں، ساتھ ہی حکم فرمایا کہ زیرِ انتظام علاقوں کے غیر مسلم شہریوں سے جو ٹیکس وُصول کیا گیا ہے وہ اُنھیں واپس کر کے اِعلان کیا جائے:

- إِنَّمَا رَدَدْنَا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ، لِأَنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا مَا جُمِعَ لَنَا مِنَ الْجُمُوعِ، وَأَنَّكُمْ قَدِ اشْتَرَطْتُمْ عَلَيْنَا أَنْ نَمْنَعَكُمْ وَإِنَّا لَا نَقْدِرُ عَلَى ذٰلِكَ، وَقَدْ رَدَدْنَا عَلَيْكُمْ مَا أَخَذْنَا مِنْكُمْ۔ یعنی ہمیں اطلاع ملی ہے کہ شاہِ رُوم نے ہمارے مقابلے کے لیے بہت بڑی فوج جمع کی ہے اور ہمارا وہاں پہنچنا ضروری ہے۔ ہم نے تم سے یہ ٹیکس اِس بنیاد پر وُصول کیا تھا کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے، لیکن موجودہ حالات میں ہم یہ ذمّہ داری پوری نہیں کر سکتے؛ اِس لیے وُصول شدہ سارا ٹیکس تمہیں واپس کر رہے ہیں۔
- وَنَحْنُ لَكُمْ عَلَى الشَّرْطِ، وَمَا كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ نَصَرَنَا اللهُ عَلَيْهِمْ۔ تاہم اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی تو واپس آنے کے بعد ہم سابقہ معاہدے کے مطابق تمہاری حفاظت کی ذمہ داری بھی نبھائیں گے اور ٹیکس بھی وصول کریں گے۔

جب غیر مسلم شہریوں کو یہ اعلان سنایا گیا تو وہ بے اختیار پکار اُٹھے:

- رَدَّكُمُ اللهُ عَلَيْنَا وَنَصَرَكُمْ عَلَيْهِمْ! یعنی اللہ تعالیٰ رومیوں کے خلاف تمہاری مدد فرمائے اور تمہیں خیریت سے واپس لائے!
- فَلَوْ كَانُوا هُمْ لَمْ يَرُدُّوا عَلَيْنَا شَيْئًا وَأَخَذُوا كُلَّ شَيْءٍ بَقِيَ لَنَا حَتّٰى لَا يَدَعُوا لَنَا شَيْئًا۔ یعنی اگرچہ رُومی ہمارے ہم مذہب ہیں، لیکن تمہاری جگہ وہ ہوتے تو ہمیں ایک پیسہ بھی واپس نہ کرتے، بلکہ جو کچھ ہمارے پاس موجود ہوتا وہ سب بھی لُوٹ کر لے جاتے۔ یہ تمہارے نبی کی ہی حسین تربیت ہے کہ تم نے ہماری ایک ایک پائی ہمیں واپس کر دی ہے۔

(کتاب الخراج، قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، ص: 153، المکتبۃ الازہریہ)

رومیوں سے مقابلے کے لیے شام کے شہر حِمص سے مسلم افواج روانہ ہوئیں تو وہاں کے یہود و نصاریٰ نے بھی ایسے ہی جذبات کا اِظہار کیا۔ پھر جب مسلم افواج فتح پا کر واپس لوٹیں تو شامیوں نے اپنے شہروں کے دروازے کھول دیے اور مسلمانوں کا پُرتپاک استقبال کرتے ہوئے خوب جشن منایا اور بخوشی ٹیکس بھی ادا کیا۔ (فتوح البلدان للبلاذری، یوم الیرموک، ص:139، مکتبۃ الہلال)

شہزادے کی پیشی: دَورِ فاروقی میں جلیل القدر صحابیِ رسول سیدنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مصر فتح ہوا، امیر المؤمنین نے اُنھیں ہی وہاں کا گورنر مقرر فرمایا۔ ایک مرتبہ مصر کے عام شہری نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شکایت کی کہ ہمارے ہاں گُھڑدوڑ کا مقابلہ ہوا تھا، جس میں گورنر صاحب کا بیٹا بھی شریک تھا، صاحب زادے نے مجھے کوڑے سے مار کر کہا: أَنَا ابْنُ الْأَكْرَمِيْنَ۔ یعنی مَیں عالی نسب شہزادہ ہوں، تم کیسے میرا مقابلہ کر سکتے ہو!

اب ایک طرف معزّز گورنر کا بیٹا ہے، دوسری جانب مفتوحہ علاقے کا ایک عام شہری ہے، مگر اسلامی عدل اور فاروقی گرفت پر قربان جائیں! آپ نے فوراً سیدنا عَمرو رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا: إِذَا أَتَاكَ كِتَابِيْ هٰذَا فَاشْهَدِ الْمَوْسِمَ أَنْتَ وَوَلَدُكَ فُلَانٌ۔ یعنی حج کے موقع پر آپ اپنے فلاں بیٹے کے ہمراہ حاضر ہوں! اور مصری کو فرمایا: تم بھی اُن کے آنے تک یہیں قیام کرو!

چنانچہ حاکمِ مصر سیدنا عَمرو رضی اللہ عنہ بیٹے کے ہمراہ حاضر ہوئے، مناسکِ حج سے فارغ ہو کر امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے بھرے مجمعے میں اُس مصری کو اپنا دُرّہ (کوڑا) دیا اور فرمایا: اِضْرِبِ ابْنَ الْأَكْرَمِيْنَ۔ یعنی یہ بڑا شہزادہ بنتا ہے، میرے سامنے اِس سے اپنا بدلہ لو!

اُس نے بدلہ لیا اور بالآخر خود کہا: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدِ اسْتَوْفَيْتُ وَاشْتَفَيْتُ۔ امیر المؤمنین! میں نے اپنا پورا حق لے لیا ہے اور میرا سینہ ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلم حکمرانوں کی تربیت کے لیے بظاہر سیدنا عَمرو رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے تاریخی جملہ فرمایا: مَتَى اسْتَعْبَدْتُمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ أَحْرَارًا؟ یعنی تمہاری رَعایا کے لوگ آزاد پیدا ہوئے ہیں، تم نے کب سے اِنھیں غلام سمجھنا شروع کر دیا ہے (کہ اُن کے حقوق اپنے حقوق سے کم سمجھنے لگے ہو)۔

سیدنا عَمرو رضی اللہ عنہ نے معذرت خواہانہ انداز میں عرض کی: امیر المؤمنین! نہ تو مجھے اِس واقعہ کا علم تھا اور نہ ہی یہ شخص میرے پاس شکایت لایا، ورنہ اِسے آپ کے پاس حاضر ہونے کی ضرورت نہ پڑتی۔[1] (المستطرف فی کل فن مستظرف، باب:18، فصل:3، ص:11)

تبصرہ: آج امریکہ و اسرائیل اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم انسانی حقوق کے علَم بردار ہیں، حالانکہ فلسطین سمیت مختلف ممالک میں اُن کی بدمَعاشی ساری دُنیا کے سامنے واضح ہے۔ مذکورہ واقعات اِس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حقیقت میں امن کے داعی مسلمان ہی ہیں اور اسلامی نظام ہی دُنیا کو امن عطا کر سکتا ہے۔

---

[1] روی نحوہ ابن عبد الحکم فی "فتوح مصر والمغرب"، ص:195، مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ

حرفِ آخر: نظامِ فاروقی خلافت... بحالیِ عروج کی ضمانت

یہ بات سو فیصد سچ ہے کہ دُنیا میں سب سے شان دار تاریخ مسلمانوں کی ہے۔ ہمارا ماضی اتنا عالی شان ہے کہ کسی بھی قوم کے سامنے اپنے بزرگوں کے کارنامے فخر کے ساتھ بیان کر سکتے ہیں، خصوصاً مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اصحابِ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درخشاں واقعات تاریخ کے ماتھے کا جُھومر اور اُمّت کے لیے سرمایۂ افتخار ہیں۔

اسلامی تاریخ کے انتہائی درخشاں اور زندۂ جاوید ناموں میں ایک عظیم نام مُرادِ رسولِ کریم، امیر المؤمنین، امام العادلین، فاروقِ اعظم، خُسرِ مصطفیٰ، دامادِ علیِ مرتضیٰ، ابو حفص سیدنا عمر بن خطّاب قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

آپ کی حیاتِ طیّبہ کا ہر پہلو اُمّت کے لیے نمونۂ عمل ہے... تاہم آپ نے منصبِ خلافت کے تقاضوں کو جس شان دار طریقے سے نبھایا اور ریاستِ مدینہ کو جس عُروج سے ہم کنار کیا، اُس کی گواہی صرف اسلامی تاریخ ہی نہیں دیتی، بلکہ غیر مسلم مؤرخین بھی اُسے تاریخِ انسانیت کا ایک روشن باب قرار دینے پر مجبور ہیں۔

ربِّ کریم نے آپ جیسی شخصیات کی عزّت افزائی کرتے ہوئے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:
وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ "سبقت لے جانے والے اور سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین و انصار اور وہ لوگ جو اِخلاص کے ساتھ اُن کے نقشِ قدم پر چلے اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے اُن کے لیے ایسے گلشن تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم کامیابی ہے۔" [التوبۃ 9:100]

کاش! ہم آپ کی سیرتِ مبارکہ سے راہ نمائی حاصل کریں، خصوصًا مسلم حکمران آپ کے نظامِ خلافت کے زرّیں اُصولوں اور نمایاں خصوصیات کو اپنائیں تو اِن شاء اللہ تعالیٰ رحمتِ الٰہی سے بہت جلد کھویا ہوا عروج بحال ہو جائے گا اور مسلمان ایک مرتبہ پھر دنیا میں عزّت، سربلندی اور باوقار قیادت کے منصب پر فائز ہوں گے۔

چنانچہ آج "خلافتِ فاروقیہ کی امتیازی خصوصیات" کے زیرِ عنوان کچھ گفتگو ہوئی۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

1) خلافتِ فاروقیہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرافیہ کا کلچر اُبھرنے ہی نہیں دیا، بلکہ خدمتِ خلق اور اقتدار میں عاجزی و انکسار کو فروغ دیا۔ آپ کے دورِ خلافت میں کوئی ایسا طبقہ موجود نہیں تھا جو خود کو عوام سے برتر یا قانون سے بالاتر سمجھتا۔ آپ نے خود بھی دُنیا کی عظیم سلطنت کا حکمران ہونے کے باوجود نہایت سادہ زندگی اختیار فرمائی اور عملی طور پر مسلمانوں کا خادم بن کر دکھایا۔ اِسی طرح گورنروں اور دیگر عہدے داروں کو بھی خدمتِ خلق، جواب دہی اور عدل و انصاف کا پابند بنایا۔ یہ عاجزیِ خُسروانہ آج بھی مسلم حکمرانوں کے لیے مَنارۂ نور ہے۔

2) خلافتِ فاروقیہ کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے نہ صِرف لاکھوں مُربّع میل کا وسیع علاقہ ریاستِ مدینہ میں شامل فرمایا، بلکہ بہترین طرزِ حکومت، حُسنِ انتظام اور گڈ گورننس کا بھی ایسا بلند معیار قائم فرمایا جس کی مثالیں رہتی دُنیا تک پیش کی جاتی رہیں گی۔

فاروقی حُسنِ انتظام کے چند اہم پہلو یہ ہیں:

i. آپ نے ریاستی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے بہترین افراد کا انتخاب فرمایا۔ آپ کے مقرّر کردہ حضرات قرآن وسنّت کے ماہر عالم بھی تھے، متّقی وپرہیز گار بھی تھے اور دُور اندیشی وفِراست سے بھی آراستہ تھے۔

ii. آپ کا نظامِ اِحتساب اتنا مضبوط اور مؤثر تھا کہ گورنر حضرات اور دیگر ذمّہ دار اپنے اختیارات سے تجاوُز، اُن کے ناجائز استعمال یا اُصول وضوابط کی خلاف ورزی کا تصوُّر بھی نہیں کرتے تھے۔

iii. عدالتی نظام اِس قدر شفّاف تھا کہ کمزور ترین شہری بھی بلا جھجک عدالت سے رُجوع کر کے اپنا حق حاصل کر سکتا تھا۔

iv. آپ نے ریاستِ مدینہ کو عملی طور پر عظیم فلاحی ورِفاہی رِیاست بنایا۔

خلافتِ فاروقیہ کی گڈ گورننس کا تذکرہ کرتے ہوئے آزاد کشمیر کی موجودہ صورتِ حال پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اپنے ہی شہریوں کے خلاف طاقت کا بے دریغ استعمال وقتی طور پر تو اُن کی آواز کو دبا دیتا ہے، مگر یہ مسائل کا مستقل حل نہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ معاملات کو بہتر انداز سے حل کرے؛ کیونکہ یہی کامیاب حکمرانی کا تقاضا ہے۔

3) دَورِ فاروقی میں رِیاستِ مدینہ کا پوری دُنیا پر راج تھا، مگر اُصولوں کی پابندی کا عالَم یہ تھا کہ مفتوحہ علاقوں میں لُوٹ مار یا وہاں کے باشندوں پر ظلم وجبر کا ایک واقعہ بھی تاریخ میں نہیں ملتا۔ آج امریکہ کی سرپرستی میں انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں نے فلسطین، ایران، لبنان، شام اور دیگر مقامات پر ظلم کا جو طوفان بپا کر رکھا ہے وہ تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔

چنانچہ بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انسانی حقوق کے حقیقی چیمپئن ہیں اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ ہی حقیقت میں امنِ عالم کا ضامن ہے۔

شرعی مسئلہ: بعض اوقات حکومت کی طرف سے کم آمدن والے افراد کے لیے کسی خاص پیکج یا امداد کا اعلان کیا جاتا ہے تو کچھ لوگ غلط بیانی کرتے ہوئے خلافِ واقع اپنی آمدن کم ظاہر کرتے ہیں۔ یہ جھوٹ اور دھوکا ہے، جو کہ حرام وناجائز ہیں اور قرآن وسنّت میں اِن سے سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے۔

چنانچہ حکومت کی جانب سے ملنے والی امدادی رقم اور پیکج وغیرہ وہی شخص لے سکتا ہے جس میں شرائط پائی جائیں، دوسرے کے لیے جھوٹ بول کر لینا ہرگز جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ پیکرِ عدالت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات میں بے پناہ بلندیاں عطا فرمائے! اور آپ کے صدقے میں اُمّت کے عُروجِ رفتہ کو بحال فرمائے! مالکِ کریم ہمیں آپ کی مبارک سیرت سے روشنی حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غـزہ سمیت دُنیا بھر کے مظـلوم مسـلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!